1

جلسہ سالانہ کے اختتام پر اظہار تشکر، وعدہ جات تحریک جدید بھجوانے اور غیر مبائعین کو تبلیغ کی تحریک

(فرمودہ3 جنوری 1941ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

''سب سے پہلے تو مَیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے باوجود اس کے کہ میری طبیعت جلسہ سے قبل بیماری اور کام کی زیادتی کی وجہ سے بہت ضعیف تھی اور مَیں اپنے نفس میں سمجھتا تھا کہ غالباً مَیں جلسہ کے موقع پر اس حد تک بھی تقریریں نہ کر سکوں گا جس حد تک کہ پہلے کیا کرتا تھا اور دوسرے کاموں میں بھی غالباً کمی کرنی پڑے گی۔ مگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کسی کام میں کوئی کمی نہیں کرنی پڑی بلکہ پہلے جلسوں کے بعد مَیں جس قدر کوفت محسوس کیا کرتا تھا اس سال اس سے بہت کم کوفت محسوس ہوئی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا جلسہ آیا ہی نہیں بلکہ کئی لحاظ سے مَیں اس وقت اپنی طبیعت کو جلسہ سے پہلے کی نسبت بہت بہتر پاتا ہوں۔ گویا ایک قسم کا علاج ہو گیا۔ بے شک جلسہ کے بعد کھانسی ضرور ہوئی ہے مگر یہ کھانسی حلق کی معلوم ہوتی ہے اور اس کھانسی سے ضعف نہیں ہوتا۔ اور پھر پہلے سالوں کی نسبت اس سال کھانسی میں بھی کمی رہی ہے۔ گو دو چار روز قبل

کھانسی کچھ زیادہ تھی مگر کل قریباً نہیں اٹھی۔ آج کچھ کچھ اٹھ رہی ہے۔ مگر اس دفعہ کا حملہ اس کے مقابلہ میں کچھ نہیں جو پہلے سالوں میں جلسہ کے بعد ہوا کرتا تھا۔ پہلے تو جلسہ کے بعد ایسی شدید کھانسی ہوا کرتی تھی کہ مجھے رات کے ایک ایک دو دو بجے تک بستر میں بیٹھ کر وقت گزارنا پڑتا تھا اور نیند نہیں آتی تھی۔ اس سال گو صبح شروع ہوتی ہے مگر دس بجے تک ہٹ جاتی ہے اور پھر شام کو کچھ شروع ہو کر سونے کے وقت تک رک جاتی ہے۔ اس کے علاوہ سردی لگنے کی وجہ سے متلی کی بھی کچھ شکایت ہوئی اور جگر کی خرابی کا کچھ دورہ ہوا۔ مگر مجموعی لحاظ سے اور توقع کے بالکل خلاف میری طبیعت بہت اچھی رہی ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایسی نصرت کی ہے کہ کام بھی ہو گیا اور طبیعت میں بھی کوئی خرابی نہیں ہوئی۔ بلکہ طبیعت پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ اس میں کچھ دخل ایک اور بات کا بھی ہے مگر وہ بھی خدا تعالیٰ کا فضل ہی ہے اوروہ یہ کہ مَیں ہمیشہ عام طور پر جلسہ کی تقریروں کے نوٹ دورانِ جلسہ میں لیا کرتا ہوں۔ چونکہ فرصت نہیں ہوتی اس لئے میرا قاعدہ ہے کہ سفید کاغذ تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا کرتا ہوں اور دوسرے کاموں کے دوران جو وقت مل جائے اس میں کاغذ نکال کر نوٹ کرتا رہتا ہوں۔ مثلاً ڈاک دیکھ رہا ہوں دفتر والے کاغذات پیش کرنے کے لئے لانے گئے اور اس دوران مَیں نوٹ کرنے لگ گیا یا نماز کے لئے تیاری کی، سنتیں پڑھیں اور جماعت تک جتنا وقت ملا اس میں نوٹ کرتا رہا۔ اس طرح مَیں یہ تیاری پندرہ سولہ دسمبر سے شروع کر دیتا تھا اور قریباً 22،23 دسمبر تک کرتا رہتا اور اس کے بعد دوسرے کاموں سے فراغت حاصل کر کے نوٹوں کی تیاری میں لگ جاتا۔ لیکن ان کو درست کر کے لکھنے کا کام میں بِالعموم 27، 28 کو کرتا تھا اوراس کے لئے وقت انہی تاریخوں میں ملتا تھا۔ اس وجہ سے طبیعت میں کچھ فکر بھی رہتا تھا کہ صاف کر کے لکھ بھی سکوں گا یا نہیں۔ لیکن اس دفعہ قرآن کریم کی تفسیر کا کام رہا اور اس کے لئے وقت نہ تھا۔ 22 کی شام کو ہم تفسیر کے کام سے فارغ ہوئے۔ 23 کو بعض اور کام کرنے تھے وہ کئے۔ 24 کی شام کونوٹوں کا کام شروع کیا اور فکر تھا کہ یہ کس طرح کروں گا مگر اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ نوٹوں کی

تیاری میں بہت آسانی ہو گئی۔ حوالے وغیرہ بہت جلد جلد ملتے گئے اور 25 کی شام کو تینوں لیکچروں کے نوٹوں سے میں فارغ ہو چکا تھا۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ مجھے زیادہ کوفت نہیں ہوئی کیونکہ زیادہ محنت نہ کرنی پڑی۔ اگر مضمون پیچیدہ ہو جاتا تو مجھے زیادہ محنت کرنی پڑتی اور پھر بوجھ بھی زیادہ محسوس ہوتا اور تکلیف ہوتی مگر اللہ تعالیٰ نے اس سے بچا لیا۔

اس کے بعد میں احباب کو تحریک جدید کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ گو اس بات سے زیادہ تر فائدہ قادیان کے دوستوں کو ہی پہنچ سکے گا کیونکہ یہ بات ان تک آج ہی پہنچ جائے گی۔ مَیں نے تحریک جدید کے وعدوں کے لئے آخری تاریخ 7 جنوری 1941ء مقرر کی تھی۔ آج 3 ہے اور اس لحاظ سے صرف چار روز باقی ہیں اور اس تنگ وقت میں یہ بات بیرونی جماعتوں کو پہنچنی مشکل ہے۔ بیرونی جماعتوں کے لئے حسب قاعدہ سابق 8 جنوری کی تاریخ آخری ہے یعنی جن خطوط پر 8 جنوری کی مہر ہو گی وہ وعدے میعاد کے اندر سمجھے جائیں گے۔ آخری تاریخ تو سات ہے مگر سات کی شام کو چونکہ ڈاک نہیں نکل سکتی۔ اس لئے 8 کی مہر والے خطوط میعاد کے اندر سمجھے جائیں گے۔ اس دفعہ مَیں نے چونکہ میعاد بہت کم مقرر کی تھی اس لئے جو لوگ پوری طرح کام نہیں کر سکے اور جلسہ کی وجہ سے ان کو موقع بھی کم مل سکا ہے۔ دس دن تو کم سے کم جلسے میں چلے گئے۔ اس لئے ایسے لوگوں کے لئے مَیں اس میعاد میں توسیع نہیں کرتا البتہ جن کے لئے مجبوریاں تھیں ان کے لئے 17 جنوری دوسری میعاد مقرر کرتا ہوں۔ یہ میعاد قادیان کے لوگوں کے لئے نہیں کیونکہ ان کے حالات دوسروں سے مختلف ہیں۔ یہاں کے دوستوں کو اگر جلسہ میں کام کرنا پڑا ہے تو معاً بعد ان کے لئے فراغت بھی ہو گئی۔ انہوں نے کہیں آنا جانا نہ تھا یہیں کام شروع کرنا تھا اور یہیں ختم کر دینا تھا۔ پس یہ دوسری میعاد قادیان اور قادیان کے اردگرد یعنی جو جماعتیں جماعت قادیان کے تابع ہیں کے لئے نہیں۔ ان کے لئے میعاد 8 جنوری کو ختم ہو جائے گی باہر کی جن جماعتوں کے لئے مشکلات تھیں اور جلسہ کی وجہ سے یا

اَور وجوہ سے جن کے لئے مجبوری تھی ان کے لئے مَیں پہلی میعاد کو تو لمبا نہیں کرتا البتہ دوسری میعاد مقرر کر دیتا ہوں۔ جو دوست اپنے خطوط 18 کو ڈاک میں ڈال دیں گے ان کے وعدے میعاد کے اندر سمجھے جائیں گے۔☆ ہندوستان سے باہر کی جماعتوں کے لئے حسبِ دستور سابق وعدوں کی آخری تاریخ آخر مارچ تک ہے اوریونائیٹڈ سٹیٹس آف امریکہ یا امریکہ کے دوسرے ملکوں کے لئے اگر وہاں کوئی احمدی ہوں تو یہ میعاد جون تک ہے۔

میعاد کو مختصر کرنے کی وجہ سے دوستوں نے چستی سے کام کیا ہے مگر ابھی بہت بڑی مقدار وعدوں کی باقی ہے اور دوستوں کو چاہئے کہ باقی دنوں میں اس کمی کو پورا کریں تا یہ سال پہلے سالوں کی نسبت بہتر رہے اور ان سے پیچھے نہ رہے۔

اس کے بعد مَیں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ تفسیر کبیر کی1730جلدیں بِک چکی ہیں اور 280کے وعدے ہو چکے ہیں اور اس طرح گویا اگر یہ وعدے پورے ہو جائیں تو دو ہزار دس جلدیں فروخت ہو جائیں گی اور قریباً ایک ہزار باقی رہ جائیں گی اور ابھی بعض بڑی بڑی جماعتیں باقی ہیں جنہوں نے اپنی ذمہ داری کو ادا کرنا ہے۔ انہوں نے ابھی خود خریدنا ہے اور دوسروں کے پاس بھی فروخت کرنا ہے۔ مثلاً لاہور، امرتسر، گجرات، راولپنڈی، جہلم، پشاور، ڈیرہ اسماعیل خاں، کراچی، بمبئی، مدراس، کلکتہ، بھاگلپور، پٹنہ، لکھنؤ وغیرہ کی جماعتیں ہیں۔ پھر یو۔ پی کی اکثر جماعتیں ہیں، حیدر آباد اور سکندرآباد کی جماعتیں ہیں، پھر ہندوستان سے باہر کی جماعتیں ہیں اور یہ سب کوشش کریں تو بالکل معمولی کوشش سے چار پانچ ہزار جلدیں فروخت ہو سکتی ہیں۔ مَیں سمجھتا ہوں اگر صرف لاہور کی جماعت ہی محنت سے کام کرے تو وہاں ہزار دو ہزار جلدیں ضرور لگ سکتی ہیں۔ مگر یہ دیکھتے ہوئے کہ ساری جماعت پوری طرح کام نہیں کرتی اگر لاہور کی جماعت احمدیوں میں اور دوسروں میں ملا کر پانسو نسخے بھی

☆ چونکہ یہ خطبہ آٹھ دن تک شائع نہیں ہو سکا۔ اب یہ میعاد 31 جنوری 1941ء تک بڑھائی جاتی ہے۔ امید ہے کہ اس عرصہ تک سب دوست اور جماعتیں اپنے وعدے دفتر میں بھجوا دیں گے۔ منہ

لگوادے تو سمجھا جاسکتا ہے کہ اس نے کم سے کم ذمہ داری ادا کر دی ہے۔حیدر آباد اور سکندر آباد وغیرہ میں امراء کی کثرت اور جماعت کے مخلصین کی حالت کو دیکھ کر مَیں سمجھتا ہوں پانسو سے کم وہاں نہیں فروخت ہونی چاہئیں۔اور اس طرح ایک ہزار جلدیں تو انہی دو جگہوں میں فروخت ہو جانی چاہئیں۔پھر ہندوستان سے باہر بھی کم سے کم پانسو لگنی چاہئیں اور اگر ساری جماعت پوری ذمہ داری کے ساتھ کام کرے تو اس کے دس ہزار نسخے فروخت ہو جانے چاہئیں۔ سرِ دست صرف ایک ہزار نسخے باقی ہیں اس لئے جماعتیں اگر جلدی نہ کریں گی تو انہیں بالکل محروم رہنا پڑے گا اس لئے دوستوں کو اس طرف جلد توجہ کرنی چاہئے اور اپنے اپنے علاقوں میں اس کی اشاعت کرنی چاہئے تا آئندہ کے لئے وہاں قرآن کریم کا بیج بو دیا جائے۔اگر انہوں نے جلدی نہ کی تو پھر دوسرے ایڈیشن تک انتظار کرنا پڑے گا جو پہلے کے ختم ہونے پر ہی شائع ہو سکتا ہے اور اس لئے ممکن ہے سال دو سال بعد شائع ہو سکے اور اتنا لمبا وقفہ پڑ جانے سے اپنے دل پر بھی زنگ لگ جاتا ہے اور دوسروں کا جوش بھی ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔بعض دوستوں نے تفسیر کی مفت اشاعت کے لئے قیمتیں دی ہیں۔ایک دوست نے سو جلدوں کی، ایک نے بیس کی اور ایک نے گیارہ کی قیمت دی ہے۔مجھے صرف انہی تین کا علم ہے۔ہم نے ان کی قیمتیں شکریہ کے ساتھ لے لی ہیں مگر مَیں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ ایک ہی آدمی ڈیڑھ دو سو جلدوں کی قیمت دے دے اوراس طرح مخلصین اپنے اوپر چار چار پانچ پانچ سو کا بوجھ ڈال لیں بلکہ مَیں یہ پسند کرتا ہوں کہ دوسروں میں کتب فروخت کی جائیں ،دوسروں کو مفت دے دینے سے اپنے اوپر تو بوجھ پڑ جاتا ہے مگر فائدہ نہیں ہوتا۔ایسے لوگ جن کو مفت دے دی جائے ان میں سے نوّے فیصدی اسے کھول کر بھی نہ دیکھیں گے لیکن جو شخص پانچ چھ روپیہ خرچ کرے گا وہ اسے پڑھے گا بھی۔

پس جن دوستوں نے رقوم دی ہیں ان کو ہم نے لے لیا ہے مگر مَیں یہ نہیں سمجھتا کہ انہوں نے اپنی ذمہ داری کو ادا کر دیا ہے۔یہ ان کی طرف سے زائد نیکی ہے اور نفل ہے۔ان کی ذمہ داری ابھی باقی ہے جو انہیں ادا کرنی چاہئے اور یہ

خریدار پیدا کرنے سے ہی ادا ہو سکتی ہے۔

جلسہ سے قبل مجھے یہ رپورٹ ملی تھی کہ قادیان کے لوگوں نے اپنی ذمہ داری کو اس بارہ میں ادا نہیں کیا۔ یہاں سینکڑوں نسخے لگنے چاہئیں تھے کیونکہ یہاں تعلیم زیادہ ہے اور لوگوں میں قرآن کریم کو سمجھنے کی اہلیت زیادہ ہے۔ مگر ابھی یہاں کے دوستوں نے اس طرف توجہ نہیں کی انہیں جلد سے جلد اپنے فرض کو ادا کرنا چاہئے۔

اس کے بعد میں نئے سال کے متعلق دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس سال انہیں خصوصیت کے ساتھ پیغامیوں میں تبلیغ کرنی چاہئے۔ مَیں نے پچھلے سال بھی اس کے متعلق تحریک کی تھی مگر وہ دورانِ سال تھی اور گو بعض دوستوں نے اس طرف توجہ کی مگر ایسا اچھا کام نہیں ہوا۔ بعض دوستوں نے نئے نئے مضامین لکھے، بعض نے تبلیغ کی اور ان میں سے بعض نے بیعت بھی کی مگر ان کی تعداد بہت کم تھی۔ میرا اندازہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دس بارہ بیعت میں شامل ہوئے ہیں اور گو پیغامیوں کی تعداد بھی تین چار ہزار ہی ہے اور اسی لحاظ سے ان میں سے احمدی ہو سکتے ہیں۔ مگر میرے نزدیک یہ تعداد کافی نہیں ہے اور اگر ہم پوری طرح ان پر ٹوٹ پڑیں اور سارا زور لگا کر تبلیغ کریں تو جلد از جلد کامیابی ہو سکتی ہے۔ان میں ایک طبقہ تو ایسا ہے جو بہت بگڑ چکا ہے اور اس کی حالت ایسی ہے کہ اب میرے نزدیک ان کی اصلاح ناممکن ہے انہوں نے اپنے دل کو بہت گندہ کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر انہی کے دلوں کے تیار کردہ تالے لگا دیئے ہیں۔ انہوں نے سچائی کو قبول کرنے سے ایسا اعراض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل نے بھی ان سے منہ موڑ لیا ہے اور جب تک ان کے اندر نئی تبدیلی نہ پیدا ہو، نئے سامان ان کی ہدایت کے پیدا نہ ہوں ان کو ہدایت نہیں ہو سکتی۔ لیکن ایک طبقہ ان میں ایسا بھی ہے جو واقعی دل میں اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتا ہے اور صداقت سمجھ کر اسے اختیار کئے ہوئے ہے۔ یہ طبقہ خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ ان لوگوں کا حق ہم پر مقدم ہے اور جماعت کو ان کی ہدایت

کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ یہ لوگ احمدی کہلاتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے سارے کلام پر ایمان رکھتے ہیں گو اس کے بعض حصوں کے معنے اور کرتے ہیں۔ اور دوسروں کی نسبت ہمارے زیادہ قریب ہیں۔ گو ان کے دلوں میں ہم سے دشمنی ہے مگر وہ اپنے ائمہ کی پیروی میں ہے جن کے دل ہمارے خلاف بُغض سے بھرے ہوئے ہیں اور ان کے اس بُغض کا پرتَو ہی عوام پر پڑتا ہے۔ان کے اپنے دل کی یہ کیفیت نہیں اس لئے ان کا زیادہ حق ہے کہ ہم ان کی ہدایت کے لئے کوشش کریں۔

پس مَیں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر جہاں جہاں بھی پیغامی ہوں مثلاً لاہور، سیالکوٹ، راولپنڈی، فیروز پور، پشاور وغیرہ ان سب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ خصوصیت کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوں اور اس سال کوشش کریں کہ ان میں سے زیادہ سے زیادہ کو ہدایت نصیب ہو۔

گزشتہ سالوں میں ان لوگوں نے ہم پر ناواجب طور پر حملے کئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے ایسے دشمنوں کی مدد کی ہے اور ان کو چندے دیئے ہیں جنہوں نے بلا وجہ ہم پر حملے کئے اور ہم پر ناواجب اتہامات لگائے۔گو وہ انکار کرتے ہیں کہ ہم نے ان کی مدد نہیں کی مگر ان کے اپنے کئی لوگوں نے اس بات کا اقرار کیا ہے۔ دراصل ان کا انکار ایسا ہی ہے جیسے بعض پرانے مولویوں نے بعض ناجائز باتوں کو جائز کرنے کے لئے بعض حیلے تراش رکھے ہیں۔مثلاً عید کی نماز کے بعد قربانی کا حکم ہے۔وہ کہتے ہیں کہ اگر کسی کا دل چاہے کہ نماز سے پہلے اپنی قربانی کا گوشت کھائے تو وہ یوں کر سکتا ہے کہ کسی گاؤں میں جانور لے جا کر ذبح کر لے کیونکہ جہاں عید کی نماز نہ ہوتی ہو وہاں یہ شرط نہیں۔ عید کی نماز تو شہر میں ہوتی ہے دیہات میں نہیں۔پس کسی گاؤں میں جاکر جہاں عید کی نماز نہ ہوتی ہو نماز سے پہلے قربانی کر کے اپنے گھر میں لائی جا سکتی ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب قربانی کو آدمی چٹی سمجھے۔

پیغامیوں کا ہمارے دشمنوں کو مدد دینے سے انکار بھی دراصل اسی قسم کا ہے۔ وہ حیلے بنا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ انجمن کے روپیہ سے ہم نے کوئی مدد نہیں دی۔ وہ زید، بکر سے چندہ کر کے دے دیتے ہیں۔ جب مستریوں نے فتنہ انگیزی شروع کی تو اس وقت بھی ان لوگوں نے ان کی مدد کی۔ مگر ساتھ ہی ساتھ انکار بھی کرتے رہے۔ لیکن ان کی پارٹی کے بغداد کے سیکرٹری نے ہمیں لکھ کر دیا کہ مجھے اپنے سنٹر سے ان لوگوں کے ٹریکٹ اور اشتہار وغیرہ تقسیم کے لئے آتے رہے ہیں۔ اب بھی انہوں نے ہمارے مخالفوں کی مدد کی ہے مگر اس سے انکار کرتے ہیں اور انکار سے ان کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے انجمن کے روپیہ سے ان کی مدد نہیں کی مگر کرتے ضرور ہیں اور وہ اس طرح کہ چھوٹی سی جماعت ہے مسجد میں بیٹھے ہوئے چند لوگوں کو تحریک کر دی اور ان سے روپیہ لے کر دے دیا تو یہ لوگ اس قسم کے حیلے بنا بنا کر ہمارے دشمنوں کو مدد دیتے ہیں جو ہم پر ناواجب حملے کرتے ہیں مگر ہمیں اس کی پرواہ نہیں۔ ان لوگوں میں سے ایک مالدار خاندان کا ایک فرد مصری صاحب کے فتنہ کے شروع میں یہاں آیا اور اس نے مصری صاحب کو ایک معقول رقم دی کہ ان لوگوں کا خوب مقابلہ کرو ہم تمہاری مدد کرتے رہیں گے۔ پھر مصری صاحب کے ساتھی مثلاً حکیم عبد العزیز اور عبد الرب پٹھان وغیرہ بھی اس خاندان کے پاس جاتے رہے اور ان سے مدد لیتے رہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی قدرت کہ اسی سال اس خاندان کا ایک نوجوان پھر یہاں آیا اور مجھے کہا کہ ہمیں فلاں بڑا کام مل سکتا ہے آپ ہماری سفارش کر دیں۔ کوئی اور ہوتا تو ان کو جتاتا اور کہتا کہ تم تو ہماری اس طرح مخالفت کرتے رہے ہو مگر مومن کا بدلہ اَور رنگ کا ہوتا ہے اور وہ یہی کہ جو لوگ سالہا سال گالیاں دلواتے رہے وہ ان کے بھلے کا کام کرے۔ چنانچہ مَیں نے ان کی سفارش کی اور مجھے خوشی ہے کہ مَیں نے وہی بدلہ لیا جو محمد ﷺ کی سنت کے مطابق ہے ہمیں ان لوگوں سے کوئی دشمنی نہیں بلکہ خیر خواہی ہے۔ بے شک وہ دشمنی میں انتہاء سے بڑھے ہوئے ہیں مگر اصل دشمنی چند ائمہ کو ہے باقیوں میں ان کی دشمنی کا انعکاس

ہے۔ وہ اصل مجرم نہیں ہیں اس لئے ہم ان سے مایوس نہیں۔ اور اگر پوری توجہ سے تبلیغ میں لگ جائیں تو ضرور ان کو ہدایت ہو سکتی ہے۔ پس اس سال کے لئے جماعت کا بڑا مقدم کام یہی ہے کہ خصوصیت سے ان لوگوں میں تبلیغ کی جائے۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی خیال رکھیں کہ دوسری تحریکیں نظر انداز نہ ہوں ہماری عمریں بہت گزر چکی ہیں اور تھوڑی باقی ہیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنی زندگیوں میں احمدیت کو کم سے کم ہندوستان میں مضبوط حالت میں قائم شدہ دیکھ سکیں۔ ہر دن اور ہر رات ہمیں موت سے قریب کرتی جا رہی ہے اور صحابیوں کے بعد جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو دیکھا یہ کام تابعین کے ہاتھ میں اور پھر ان کے بعد تبع تابعین کے ہاتھوں میں جائے گا۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ آئندہ احمدی ہونے والے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کو نہیں دیکھا وہ یہ تو کہہ سکیں کہ ہم نے آپ کے دیکھنے والوں کو دیکھا یا یہ کہ آپ کے دیکھنے والوں کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔ پس جن لوگوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا ان کی زندگیاں بہت قیمتی ہیں اور جتنا کام وہ کر سکتے ہیں دوسرے نہیں کر سکتے۔ اس لئے ان کو کوشش کرنی چاہیئے کہ مرنے سے قبل احمدیت کو مضبوط کر دیں تا دنیا کو معلوم ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ نے ایسی محنت سے کام کیا کہ احمدیت کو دنیا میں پھیلا کر مرے۔ اگر جماعتیں اس طرف پوری طرح متوجہ ہوں تو چند سال میں ہی دنیا میں تغیرِ عظیم پیدا ہو سکتا ہے۔

اس کے بعد مَیں یہ اعلان کرتا ہوں کہ مَیں عنقریب تفسیر کبیر کی پہلی جلد کا کام شروع کرنے والا ہوں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی روکوں کو دور کر کے اس کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا کی ہدایت کا موجب بنائے۔ چونکہ جمعہ کی نماز کے بعد مہمانوں نے جانا ہے بارش بھی ہو رہی ہے اور نمازیں جمع ہونی ہیں اس لئے مَیں اسی پر خطبہ کو ختم کرتا ہوں۔"

(الفضل 14 جنوری 1941ء)